

## نهاية الكلام في ترك القراءة خلف الامام المعروف به

”امام کے پیچھے قرأت (فاتحہ وغیرہ) نہ کرنے کے بارہ میں آخری فیصلہ“

بسم الله الرحمن الرحيم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارہ میں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ وغیرہ کی قرأت کرنا شرعاً کیسا ہے؟ تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔  
(سائل: محمد ہارون پہلوان، منشی محلہ فیصل آباد)

### الجواب بعون الوهاب

تحقیقی جواب سے پہلے چند تمہیدی باتیں ملاحظہ ہوں:-

(۱)..... سورۃ فاتحہ قرآن کریم ہی کی ایک عظیم سورۃ ہے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ:

هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ. (کتاب التفسیر ج ۲، ص ۲۴۶)

سورۃ فاتحہ عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورۃ ہے۔ اور نماز میں قرأت سورۃ فاتحہ ہی سے شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العلمین سے ہی کرتے تھے۔ (حدیث یہ ہے) عن انس قال كان رسول الله ﷺ و ابوبكر و عمر عثمان يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العلمين.

(جامع ترمذی، ج ۱، ص ۵۷، ابو داؤد شریف ج ۱، ص ۱۱۴، نسائی شریف ج ۱، ص ۱۰۴، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷)

لہذا وہ احباب جو سورۃ فاتحہ کو قرأت نہیں سمجھتے وہ واضح طور پر غلطی پر ہیں۔

(۲)..... جن احادیث صحیحہ میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کیا گیا ہے وہاں سورۃ فاتحہ سمیت قرآن کی تمام سورتیں مراد ہیں یعنی مقتدی کو امام

کے پیچھے کسی نماز میں بھی نہ فاتحہ پڑھنا درست ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور سورۃ۔ صرف ثناء پڑھ کر بس خاموشی واجب ہے۔

(۳)..... حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری شریف میں ایک جامع اور عمدہ اصول بیان فرمایا ہے:

إِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرُ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ.

کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا جو فعل آخری ہو اُس کو لینا چاہئے پھر جو اُس سے آخری ہو۔

(باب انما جعل الامام ليؤتم به، حدیث ۶۸۹، ج ۱، ص ۳۰۶، مترجم وحید الزمان الہدایت)

نیز عام طور پر حضرات محدثین رحمہم اللہ کا اصول یہ ہے کہ جو عمل حضرت نبی کریم ﷺ نے پہلے کیا اسے پہلے ذکر کرتے ہیں اور جو عمل آپ ﷺ نے بعد میں کیا اسے بعد میں ذکر کرتے ہیں، پہلے عمل کو منسوخ (ختم ہو چکا) اور بعد والے کو ناخن (پہلے عمل کی جگہ جاری ہونے والا) کہتے ہیں جیسا کہ شرح نووی علی المسلم میں ہے:

قال النووي تحت باب الوضوء مما مسّت النار ذكر مسلم رحمه الله تعالى في هذا الباب الاحاديث الواردة بالوضوء مما مسّت النار ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مسّت النار فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث يذكرون الاحاديث التي يروونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ. (ج ۱، ص ۱۷۶، طبع قديمی کراچی)

امام بخاری اور امام نووی کے اصول کے مطابق ہم نے صرف چند کتب احادیث سے تحقیق کی تو بحمد اللہ ہمیں حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ترتیب سے واضح ہو گیا کہ دور نبوی ﷺ کا پہلا عمل امام کے پیچھے مقتدی کے قرأت کرنے کا تھا اور آخری عمل امام کے پیچھے ترک قرأت منع کا تھا۔

برائے نمونہ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱).....جامع ترمذی شریف میں پہلے باب ماجاء فی القراءة خلف الامام ج ۱، ص ۱۷۶ پر ہے اس کے دو صفحہ بعد باب ماجاء فی ترک القراءة خلف

الامام ج ۱، ص ۱۷۸ پر ہے۔

(۲).....سنن ابوداؤد میں بھی پہلے، امام کے پیچھے قرأت کرنے کا باب ہے پھر امام ابوداؤد نے تین باب ترک قرأت کے ذکر کئے: (۱) باب من ترک القراءة

فی صلوٰتہ (۲) باب من کرہ القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام (۳) باب من رآی القراءة اذا لم يجهر ج ۱، ص ۱۲۶/۲۷۔

(۳).....سنن نسائی شریف میں بھی پہلے قرأت کرنے کا باب ہے۔ ج ۱، ص ۱۳۵۔ پھر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے تین باب ترک قرأت کے ذکر کئے ہیں: (۱)

باب ترک القراءة خلف الامام فيما لم يجهر فيه (۲) باب اكتفاء المأموم بقراءة الامام (۳) باب انما جعل الامام ليؤتم به..... (ج ۱، ص ۱۴۶)

(۴).....سنن ابن ماجہ شریف میں بھی پہلے قرأت کرنے کا باب ہے مثلاً باب القراءة خلف الامام ص ۶۰ پر ہے پھر ترک قرأت (یعنی امام کے پیچھے خاموش

رہنے) کا باب ہے، باب اذا قرء الامام فانصتوا (ص ۶۱) پر ہے۔

نوٹ: مذکور تحقیق سے اتنی بات واضح ہوگئی کہ محدث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اصول پر صرف وہ لوگ قائم ہیں جو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے۔

اصل جواب ملاحظہ ہو:

امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارہ میں تین دور ہیں:

### ﴿دور اول﴾

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے ہر سہری (ظہر وعصر) وجہری (مغرب، عشاء، فجر) نماز میں قرأت کیا کرتے تھے، ایک دن نبی کریم ﷺ نے عام قرأت سے منع کر دیا اور خاص سورۃ فاتحہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بطور دلیل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مختصر روایت صحیح بخاری ج ۱، ص ۱۰۴ پر اور مفصل روایت ذیل میں ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ فجر کی نماز میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھے جب آپ نے قرأت کی تو قرأت میں آپ کو پریشانی ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: ”شاید تم لوگ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جی ہاں بہت تیزی کے ساتھ، تو آپ ﷺ نے فرمایا (عام) قرأت نہ کیا کرو مگر سورۃ فاتحہ کی قرأت کر لیا کرو اس لئے کہ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (حدیث یہ ہے)

عن عبادة بن الصامت قال كنا خلف رسول الله ﷺ في صلاة الفجر فقرأ رسول الله ﷺ فنقلت عليه القراءة فلما فرغ قال العلمكم تقرأون خلف امامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بها. (ابو داؤد ج ۱، ص ۱۲۲)

### ﴿دور ثانی﴾

حضرت نبی کریم ﷺ کے پیچھے جہری نماز کے موقع پر قرأت کی گئی جس پر آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا تو جہری نماز میں آئندہ کے لئے لوگ قرأت سے بالکل رک گئے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے اونچی قرأت کی تھی پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرأت کی ہے تو ایک شخص نے عرض کیا جی ہاں میں نے کی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دل ہی دل میں کہہ رہا

تھا کہ میرے ساتھ قرآن کی تلاوت میں جھگڑا کیا جا رہا ہے چنانچہ آپ کے اس ارشاد کو سننے کے بعد تمام لوگ جہری نمازوں (مغرب، عشاء، فجر) میں قرأت کرنے سے رُک گئے (حدیث یہ ہے)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوٰۃ جہر فیہا بالقرآۃ فقال هل قرأ معی منکم أحدٌ انفاً فقال رجل نعم انا یا رسول اللہ قال فقال رسول اللہ ﷺ انی اقول مالی انازع القرآن فانتہی الناس عن القرآۃ فیما جہر فیہ رسول اللہ ﷺ حین سمعوا ذلك من رسول اللہ ﷺ.

(مؤطا امام مالک ص ۶۹، جامع ترمذی ج ۱، ص ۷۱، ابو داؤد ج ۱، ص ۱۲۰، نسائی ج ۱، ص ۱۰۶)

**فائدہ:** اس حدیث شریف میں سورۃ فاتحہ کا کوئی استثناء نہیں ہے لہذا جہری نمازوں میں تمام لوگ مکمل قرأت یعنی فاتحہ وغیر فاتحہ سب کے پڑھنے سے باز آگئے۔ اس کی تائید مزید ملاحظہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز میں قرأت کی تو آپ کے پیچھے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی قرأت کی پس آپ ﷺ پر انہوں نے قرأت کو خلط ملط کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (جب قرآن پڑھا جائے پس تم اس کو توجہ سے سنو اور خاموش رہو) یہ آیت فرض نمازوں کے بارہ میں ہے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم لوگ امام کی قرأت توجہ سے نہ سنیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ (حدیث یہ ہے)

عن عبداللہ بن عباس ان رسول اللہ ﷺ قرأ فی الصلوٰۃ اصحابہ وراہ، فخلطوا علیہ فنزل (واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ.....) فہذہ فی المکتوبۃ ثم قال ابن عباس وان کنالا نستمتع لمن یقرأ انا اذا لاجفی من الحمیر۔ (کتاب القرآۃ للبیہقی ص ۱۹۷، طبع ادارہ احیاء السنہ گوجرانوالہ)

**فائدہ:** اونچی قرأت والی نمازوں (مغرب، عشاء، فجر) میں سورۃ فاتحہ سے ہی امام صاحب اونچا پڑھتا ہے اس لئے مقتدیوں پر فاتحہ سمیت مکمل قرأت کو توجہ سے سننا شرعاً واجب ہے چونکہ توجہ سے قرآن کو سننے کے لئے ہر قسم کی قرأت سے خاموشی ضروری ہے ورنہ وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے وہ گدھے سے بھی بدتر ہے۔

### ❖ دورِ ثالث ❖

آہستہ قرأت والی نمازوں (ظہر و عصر) میں بھی امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا منع ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے ظہر یا عصر کی نماز میں قرأت کی تو ایک صاحب نے اشارہ سے قرأت کرنے سے روکا وہ نہ رکا اور نماز سے فراغت کے بعد منع کرنے والے سے وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے ہیں وہ دونوں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ان کی گفتگو کو سن لیا اور ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔ (حدیث یہ ہے)

عن جابر بن عبداللہ ان رجلاً صلی خلف النبی ﷺ فی الظہر او العصر یعنی قرأ فاومئ الیہ رجل فہاہ فابی فلما انصرف قال انتہانی ان اقرأ خلف النبی ﷺ فتذاکراحتی سمع النبی ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ من صلی خلف امام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ (کتاب القرآۃ للبیہقی ص ۱۰۲ و سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲، ص ۱۵۹، تفسیر روح المعانی ج ۹، ص ۱۳۴، مؤطا امام محمد ص ۹۸، مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۶)

اسی کے قریب صحیح مسلم شریف میں ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز شروع فرمائی تو ایک صاحب نے سورۃ الاعلیٰ ”سَبِّحْ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی“ پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے قرأت کی یا فرمایا تم میں سے قرأت کرنے والا کون ہے تو ایک صاحب نے عرض کیا میں نے قرأت کی ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی گمان کر رہا تھا کہ تم میں سے کوئی قرأت میں مجھے الجھا رہا ہے۔

(ج ۱، ص ۲۷۱، حدیث نمبر ۸۹۳)

**نوٹ:** یہ حدیث شریف اوپر کی حدیث سے اگرچہ مختصر ہے مگر جماعت اہلحدیث کے امام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ مقتدی پر امام کے پیچھے نہ فاتحہ واجب ہے اور نہ کوئی دوسری سورۃ، دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

فہذا يدل على انه لا تجب القراءة على المأموم في السرا بالفاتحة ولا غيرها. (ج ۱۱، ص ۱۸۰، جدید طبع قاہرہ)  
اب ذیل میں دو وثائق کے تائیدی دلائل پیش کیے جائیں گے جن میں مقتدی کو تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ وغیرہ کا شرعاً حق حاصل نہیں ہے۔

## (۱) قرآن کریم سے دلیل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. (سورة الاعراف: ۲۰۴)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رکھو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

آیت کا شان نزول: اکثر اہل علم کے نزدیک یہ آیت نماز میں امام کے پیچھے قرأت سے منع کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے یعنی امام جب قرأت کرے تو مقتدی اس کی قرأت کی طرف کان لگائے رکھیں اور خاموش رہیں۔

(۱) مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان هذا نزل في الصلوة روى عن ابن مسعود و ابى هريرة و جابر و الزهري و عبيد الله بن عمير و عطاء بن ابى رباح و سعيد بن المسيب.

(تفسیر قرطبی، ج ۷، ص ۳۵۳)

یعنی بے شک یہ حکم نماز کے بارے میں نازل ہوا ہے متعدد صحابہ اور تابعین مثلاً حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہم اور امام زہری، امام عبيد اللہ بن عمير، امام عطاء اور امام سعيد بن المسيب رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسی طرح منقول ہے۔

(۲) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال علي بن ابي طلحة عن ابن عباس في الآية قوله وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا يعني في الصلوة المفروضة و كذا روى عن

عبد الله بن المغفل. (تفسير ابن كثير، ج ۳، ص ۲۶۱، قدیمی کراچی)

یعنی اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد علی بن ابی طلحہ ان سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرض نماز کے بارہ میں ہے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

آگے عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح اور امام مجاہد سے اس آیت کا نماز سے متعلق ہونا نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”و كذا رواه غير واحد عن مجاهد“ کہ امام مجاہد کے متعدد شاگردوں نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

و كذا قال سعيد بن جبیر و الضحاك و ابراهيم نخعی و قتاده و الشعبي و السدي و عبد الرحمن بن زيد بن اسلم ان المراد بذلك في

الصلوة. (تفسير ابن كثير، ج ۳، ص ۲۶۲)

اور سعيد بن جبیر، ضحاك، ابراهيم نخعی، قتاده، شعبي، سدي اور عبد الرحمن بن زيد نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ اس آیت سے نماز میں استماع و انصات مراد ہے۔

المتخضر جب یہ بات طے ہے کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں نازل ہوئی ہے تو محقق ابن ہمام ”فتح القدیر“ اور علامہ ابن نجیم ”البحر الرائق“ میں اس آیت سے تمام نمازوں میں منع قرأت خلف الامام پر استدلال کرتے ہیں: ”آیت کے ساتھ استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرأت قرآن کے وقت دو امر مطلوب ہیں ایک استماع یعنی کان لگانا اور دوسرا انصات یعنی خاموش رہنا پس دونوں پر عمل کیا جائے گا، استماع تو جہری نمازوں کے ساتھ خاص ہے اور انصات جہری نمازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مطلق خاموش رہنے کا نام ہے لہذا اسے اپنے اطلاق پر رکھتے ہوئے مطلق قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے اور یہ استدلال اس بنا پر ہے کہ آیت کا نزول نماز کے بارہ میں ہے جیسا کہ امام بیہقی نے امام احمد سے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (عبارت یہ ہے)

حاصل الاستدلال بالآية ان المطلوب امر ان الاستماع والسكوت فيعمل بكل منهما والاول يخص الجهرية والثاني لا فيجری علی اطلاقه فيجب السكوت عند القراءة مطلقا وهذا بناء على ان ورود الآية في الصلوة واخرج البيهقي عن الامام احمد قال اجمع الناس على ان هذه الآية نزلت في الصلوة. (فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۴ - البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۴۳)

مطلب یہ ہے کہ حکم انصات کی بنا پر سری اور جہری تمام نمازوں میں امام کے پیچھے خاموش رہنا واجب ہے اور حکم استماع کی بنا پر جہری نمازوں میں امام کی قرأت کی طرف کان لگانا الگ واجب ہے اگر کوئی شخص امام کے پیچھے قرأت کرے گا تو جہری نمازوں میں استماع اور انصات دونوں کا تارک ہوگا اور سری نمازوں میں صرف انصات کا تارک ہوگا۔ جیسا کہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

الانصات لا يخص بالجهرية لانه عدم الكلام. (فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۴۱)

اور انصات جہری نمازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سری اور جہری دونوں کو شامل ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں کلام کا نہ کرنا۔

(۳) مشہور محقق و مفسر علامہ ابو بکر حصّاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آیت کریمہ ”واذا قرئ القرآن فاستمعوا له.....“ کے تحت تمام علماء کرام کے اتفاق سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس آیت کی مراد امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا اور اس کی قرأت کی طرف مکمل توجہ کرنا اور خاموش رہنا ہے۔..... پھر یہ آیت جہری نمازوں (مغرب، عشاء، فجر) کی طرح سری نمازوں (ظہر، عصر) میں بھی امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مانع ہے کیونکہ آیت میں جہر کی قید کے بغیر محض قرأت قرآن کے وقت توجہ سے سننا اور خاموش رہنا ہم پر واجب ہے۔ کیونکہ ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ ہمارا امام اس وقت (یعنی سری نمازوں میں بھی) قرأت کر رہا ہے۔

وفی احکام القرآن: فقد حصل من اتفاق الجميع انه قد اريد ترك القراءة خلف الامام والا ستماع والا نصات لقرأته..... وكما دلت الآية على النهي عن القراءة خلف الامام فيما يجهر به فهي دلالة على النهي فيما يخفى لانه اوجب الاستماع والا نصات عند قراءة القرآن ولم يشترط فيه حال الجهر من الاخفاء فاذا جهر فعلينا الاستماع والا نصات واذا اخفى فعلينا الاستماع والا نصات بحكم اللفظ لعلمنا به قارئ للقرآن. (ج ۳، ص ۴۹ سورة اعراف، طبع مصر)

## (۲) احادیث شریفہ سے دلائل

(۱)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا اور فرمایا جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو درست کرو پھر تم میں سے ایک شخص امام بنے اور وہ امام جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو..... اور جب وہ امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (حدیث یہ ہے)

قال ابو موسى: ان رسول الله ﷺ خطبنا فبين لنا سنتنا وعلما صلواتنا فقال اذا صليتم فاقبموا اصفوفكم ثم ليؤمكم احدكم فاذا كبر فكبروا..... واذا قرأ فانصتوا. (صحيح مسلم ج ۱، ص ۱۷۴، باب التشهد، صحيح ابو عوانه ج ۲، ص ۱۲۳)

معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ اسی طرح کی صحیح حدیث سنن نسائی شریف ج ۱، ص ۱۰۷، سنن ابن ماجہ ص ۶۱، کتاب القراءة للبيهقي ص ۱۳۵ (طبع اداره احیاء السنہ گوجرانوالہ) میں بھی ہے۔

(۲)..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کے امام کی قرأت اُس کی قرأت ہے۔ (حدیث یہ ہے)

عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله ﷺ من كان له امام فقرأته له قراءة. (مسند احمد ج ۳، ص ۳۳۹، وقال ابن قدامة هذا اسناد صحيح متصل رجاله كلهم ثقات (شرح المقنع للكبير على هامش المغنى ج ۲، ص ۱۱، طبع بيروت هذا سنن صحيح (الجواهر النقي على البيهقي

ج ۲، ص ۱۵۹، باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق)

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یقیناً امام اسی لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء (پیروی) کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (حدیث یہ ہے)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال انما الامام لیؤتم بہ فاذا اکبر فکبروا واذا قرء فانصتوا.....

(مسند احمد ج ۲، ص ۱۷۶، بیروت طبع اول ۱۹۶۹ء وقال المحقق احمد شاکر، اسنادہ صحیح)

**فائدہ:** حدیث نمبر (۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حدیث نمبر (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو امام اہل حدیث حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے محدث ابو عمر یوسف بن عمر (المعروف بہ ابن عبدالبر، متوفی ۳۶۲ھ) فرماتے ہیں:

فقد صح احمد الحدیثین جميعاً عن النبی ﷺ حدیث ابی ہریرۃ وحدیث ابی موسیٰ، قوله علیہ السلام اذا قرأ الامام فانصتوا.

(التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ج ۱، ص ۳۴، طبع ۱۴۰۶ھ)

لہذا حدیث ابو ہریرہ و ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی قرأت کرنا درست نہیں ہے چنانچہ ہماری تائید جماعت اہل حدیث کے پیشوا علامہ نواب صدیق حسن خان بھی کر رہے ہیں (فارسی عبارت ہے:)

در حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وحدیث ابو موسیٰ است، واذا قرء فانصتوا پس حظ مؤتم انصات واستماع قرأت امام است و انصات خاص بجہر یہ نیست بلکہ شامل سریہ ہم است پس واجب سکوت باشد مطلقاً نزد قرأت۔

(ہدایۃ السائل ص ۱۹۳)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو، لہذا معلوم ہوا کہ مقتدی کا حصہ خاموش رہنا اور امام کی قرأت کی طرف کان لگانا ہے اور یہ خاموش رہنا جہری نمازوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ یہ سری نمازوں کو بھی شامل ہے تو امام کی قرأت کے وقت سری (ظہر و عصر) و جہری (فجر، مغرب، عشاء) تمام نمازوں میں خاموش رہنا مقتدی کے لئے واجب ہے۔

(۴)..... صحیح ابن ماجہ شریف میں ہے (بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اچانک حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ امام بن گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اسی جگہ سے قرأت شروع کی جہاں ابو بکر پہنچ چکے تھے۔ (حدیث یہ ہے)

عن ابن عباس... واخذ رسول اللہ ﷺ من القرأۃ من حیث کان بلغ ابو بکر. (ابن ماجہ ص ۸۷) (قال الحافظ ابن عبدالبر فہذا حدیث صحیح عن ابن عباس۔ التہمید، ج ۲۲، ص ۳۲۲)

یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قرأت فاتحہ وغیرہ کو آپ ﷺ نے لوٹایا نہیں تو اس حدیث شریف نے عملی طور پر بھی ثابت کر دیا کہ امام کی قرأت فاتحہ وغیرہ مقتدی کے لئے کافی ہے اگر کافی نہ ہوتی تو حضور ﷺ گزشتہ پڑھا گیا حصہ لازمی دہراتے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۲، ص ۱۶۳، جدید طبع قاہرہ)

(۵)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا: آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو صرف آپ کو ہی عطا ہوئے ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ (۱) سورۃ فاتحہ (۲) سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں۔ (حدیث یہ ہے)

عن ابن عباس..... أبشّر بنورین اوتیتہما لم یوتہما نبی قبلك فاتحة الكتاب وخواتیم سورة البقرة.

(صحیح مسلم ج ۱، ص ۲۹۱، نسائی شریف ج ۱، ص ۱۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاتحہ صرف ہمارے نبی ﷺ کو عطا ہوئی ہے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی چنانچہ معراج کی شب تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمارے نبی

ﷺ کی اقتداء میں خاموشی سے نماز پڑھی کیونکہ وہ فاتحہ سے بالکل نا آشنا تھے اب سوال یہ ہے کہ اُن کی نماز فاتحہ کے بغیر ہوگئی یا نہیں اگر فاتحہ چھوٹ جانے کی وجہ سے اُن انبیاء کرام کی نماز نہیں ہوئی تو ہمارے نبی ﷺ امام الانبیاء بھی نہیں ثابت ہونگے (نعود باللہ) اگر بغیر فاتحہ پڑھے اُن کی نماز ہوگئی اور یقیناً ہوگئی تھی تو معلوم ہوا کہ فاتحہ مقتدی پر الگ سے واجب نہیں ہے بلکہ امام کی فاتحہ مقتدی کے لئے کافی ہے اور ہمارے نبی ﷺ واقعی امام الانبیاء ہیں۔ (معارف القرآن لکاندھلوی، ج ۳، ص ۲۸۴، پ ۹: بتغیر) ایک صاحب خیر نے اسے نظم میں یوں بیان کیا ہے۔

فاتحہ ہے خاص انعام امت خیر الوری

پیش کر معراج کی شب کا جواز اقتداء

(۶)..... صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ایسی حالت میں پہنچے کہ حضور ﷺ رکوع میں جا چکے تھے تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نمازیوں کی صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا چنانچہ یہ بات حضور ﷺ سے عرض کر دی گئی (کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے رکوع میں ملنے کے لئے مگر جب محسوس کیا کہ میں رکوع سے رہ نہ جاؤں تو صف سے کچھ پیچھے ہی رکوع کر لیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری حرص میں اضافہ فرمائے آئندہ ایسا نہ کرنا یعنی دوڑ کر نہ آنا اطمینان کے ساتھ آنا اور صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنا اچھا نہیں۔ (حدیث یہ ہے)

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ انه انتهی الی النبی ﷺ وهو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی ﷺ فقال زادک اللہ حرصاً ولا تعد۔ (ج ۱، ص ۱۰۸، باب اذار کع دون الصف)

حضور ﷺ کا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کو درست قرار دینا واضح کرتا ہے کہ فاتحہ مقتدی پر الگ سے واجب نہیں امام کی فاتحہ کافی ہے۔ اس حدیث کی مزید وضاحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدہ کی حالت میں ہوں تو تم سجدہ کرو اور اُس سے کچھ بھی شمار نہ کرو (یعنی رکعت شمار نہ کرو) اور جو شخص رکوع میں مل جائے تو اُس نے یقیناً نماز کو پالیا (یعنی رکعت کو پالیا) حدیث یہ ہے:

قال علیہ السلام اذا جئتم الی الصلوۃ ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئاً و من ادرك الركعة فقد ادرك الصلوۃ۔

(صحیح ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۲۹)

شریعت کا اصول یہ ہے کہ جب تم وضو کر کے مسجد میں آؤ تو امام کو جس حالت میں پاؤ شریک ہو جاؤ لیکن رکعت شمار نہ کرنا۔ البتہ اگر تم حالت قیام یا حالت رکوع میں مل جاؤ تو رکعت شمار کر لو جس کی زیادہ وضاحت صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہو رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کی کمر (پشت) سیدھی ہونے سے پہلے اس کے ساتھ رکوع میں مل جائے تو اس کی وہ رکعت شمار ہو جائے گی۔ حدیث یہ ہے:

قال علیہ السلام من ادرك رکعة من الصلوۃ فقد ادرك کھا قبل ان یتقیم الامام صلبہ۔ (ج ۱، ص ۴۵ - دارقطنی ج ۱، ص ۳۴۷، باب من

ادرك الامام قبل اقامۃ صلبہ فقد ادرك الصلوۃ، و صحیح مسلم، حدیث نمبر ۶۰۷، و سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲، ص ۹۰)

نیز جماعت الہمدیث کے مشہور فتاویٰ ستاریہ ج ۱، ص ۵۳ تا ۵۸ کا خلاصہ یہ ہے کہ رکوع میں ملنے والا رکعت کو پالیتا ہے اور امام ترمذی کے حوالہ سے تمام اہل علم کا اس مسئلہ پر اتفاق بھی نقل کیا ہے اور دلائل ذکر کرنے کے ساتھ الہمدیث حضرات کو دعوت فکر بھی دی ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خوب کہا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

اگر تو میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

نیز مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبد الرحمن بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح بات وہی ہے جس پر جمہور اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کسی نے امام کو رکوع میں پالیا تو اُس نے وہ رکعت پالی اور اُس سے فاتحہ کا پڑھنا ختم ہو جائے گا..... حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری والی روایت کی وجہ سے..... کیونکہ حضرت نبی ﷺ نے صف کے علاوہ رکوع کرنے پر تنبیہ تو فرمائی لیکن اُس رکعت کو قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا امام کے پیچھے مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ پڑھے شرعاً درست ہے۔

(عبارت یہ ہے)

والصواب الذى عليه جمهور اهل العلم انه متى ادرك الركوع فقد ادرك الركعة وتسقط عنه قراءة الفاتحة ..... لحديث ابى بكرة ..... فقال النبى ﷺ زادك الله حرصاً ولا تعد ولم يامر به بقضاء الركعة. (مجموع فتاوى، ج ۱۱، ص ۲۴۶، بتغير، طبع جديد ۱۴۲۱ھ الرياض) ايضاً: وهذا القول ارجح عندى لحديث ابى بكرة الذى فى البخارى فان النبى ﷺ لم يامر به بقضاء الركعة ولو كان ذلك واجباً عليه لامره به ..... وقوله فى الحديث زادك الله حرصاً ولا تعد يعنى لا تعد الى الركوع دون الصف. (ج ۱۲، ص ۱۶۰)

نوٹ: جماعت الہدیث کے بعض حضرات اب بھی امام کے ساتھ بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں مل جائیں تو رکعت شمار نہیں کرتے بلکہ وہ رکعت قضاء کرتے ہیں تو یہ لوگ واضح احادیث کی مخالفت کرنے کے باوجود کیسے الہدیث رہ گئے؟ یا اللعجب ولضیعة الادب اور جمہور اہل علم و مفتی اعظم مکہ مکرمہ جو کہ سلف صالحین ہیں ان کی بھی مخالفت کر کے سلفی کیسے رہ گئے؟

فسوف ترى اذا انكشف الغبار افرس تحت رجلك ام حماراً

### (۳) آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دلائل

(۱)..... سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت نہ کروں۔ عبارت یہ ہے:

قال بلال امرنى رسول الله ﷺ ان لا اقرأ خلف الامام. (كتاب القراءة للبيهقى ص ۱۷۵)

(۲)..... حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأت

کرنے سے منع فرماتے تھے۔ عبارت یہ ہے:

عن موسى بن عقبه ان رسول الله ﷺ و ابوبكر و عمر و عثمان كانوا ينهون عن القراءة خلف الامام.

(مصنف عبدالرزاق، ج ۲، ص ۱۳۹)

(۳)..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا امام کے پیچھے قرأت کرنے کا، آپ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص امام کے پیچھے نماز

پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قرأت کرے اور خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

(عبارت یہ ہے)

ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ أحد خلف الامام قال اذا صلى أحدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ

قال وكان عبد الله ابن عمر لا يقرأ خلف الامام. (مؤطا امام مالك، ص ۶۸)

(۴)..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے کسی سڑی (ظہر و عصر) اور جہری نماز (مغرب، عشاء، فجر) میں قرأت نہیں کرتے تھے۔ عبارت یہ

(ہے)

كان ابن عمر لا يقرأ خلف الامام جهر اولم يجهر. (كتاب القراءة للبيهقى، ص ۱۸۴)

(۵)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سڑی و جہری نمازوں کی کسی رکعت میں قرأت نہیں کرتے۔ عبارت یہ ہے)

ان عبد الله بن مسعود لا يقرأ خلف الامام فيما يجهر فيه وفيها يخافت فيه في الاوليين ولا في الاخيرين. (مؤطا امام محمد، ص ۹۲)

(۶) حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش اس شخص کا منہ مٹی سے بھر جائے جو امام کے پیچھے قرأت

کرے۔ عبارت یہ ہے)



عن علقمة عن ابن مسعود قال ليت الذي يقرأ خلف الامام ملئى فوه تراباً.

(طحاوی شریف، ج ۱، ص ۱۵۰، مصنف عبدالرزق، ج ۲، ص ۱۳۸، آثار السنن، ص ۸۹، اسنادہ حسن)

نوٹ: امام کے پیچھے قرأت کرنے والا چونکہ قرآن و سنت کی مخالفت کر رہا ہے اس لیے اس پر دکھ کا اظہار کیا گیا ہے۔

(۷)..... حضرت عطاء بن یسار نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارہ میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں قرأت نہیں ہے۔ (عبارت یہ ہے)

عن عطاء بن یسار انه سال زید بن ثابت عن الامام فقال لا قراءة مع الامام في شيء.

(صحيح مسلم ج ۱، ص ۲۱۵، حديث نمبر ۵۷۷، سنن نسائي، ج ۱، ص ۱۱۱، طحاوی شریف، ج ۱، ص ۱۲۴)

چنانچہ اہلحدیث عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام کے ساتھ بالکل قرأت نہیں کی جائے گی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں اور حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد کا یہی قول ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے۔ (عبارت یہ ہے)

و زید بن ثابت رضی اللہ عنہ گفتہ لا قراءة مع الامام في شيء رواه مسلم و عن جابر رضی اللہ عنہ بمعناه وهو قول علی رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ و كثير من الصحابة. (هداية السائل ص ۱۹۳)

(۸)..... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام کے پیچھے بالکل قرأت نہ کی جائے خواہ امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ یعنی نہ جہری نماز میں اور نہ سری میں۔ (عبارت یہ ہے)

عن زید بن ثابت قال لا يقرأ خلف الامام جهر ولا ان خافت. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶، باب من كره القراءة خلف الامام)

(۹)..... حضرت قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے خواہ امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ آواز سے۔ (عبارت یہ ہے)

عن قاسم بن محمد قال قال عمر بن الخطاب لا يقرأ خلف الامام جهر اولم يجهر. (كتاب القراءة، ص ۱۴۸)

(۱۰)..... حضرت محمد بن عجلان روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش اُس شخص کے منہ میں پتھر پڑے جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔ (عبارت یہ ہے)

عن محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب قال ليت في فم الذي يقرأ خلف الامام حجراً. (مؤطا امام محمد ص ۱۰۲، وسنده صحيح)

(۱۱)..... سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے امام کے پیچھے قرأت کی پس تحقیق اس نے فطرت (یعنی اسلام) کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ (عبارت یہ ہے)

عن علی قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة. (مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶)

(۱۲)..... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز کی کوئی رکعت ایسی پڑھی جس میں اُس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اُس کی نماز نہیں ہوئی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو (یعنی امام کی اقتداء میں جو نماز پڑھے گا اُس میں فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ امام کی قرأت فاتحہ وغیرہ مقتدی کو کافی ہو جائے گی) (عبارت یہ ہے)

عن ابی نعیم وهب بن کيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام.

(مؤطا امام مالك ص ۶۸، جامع ترمذی ج ۱، ص ۱۶۰، وقال هذا حديث صحيح، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۳۷۶، السنن الكبرى

(۱۳).....حضرت عبید اللہ بن مقسم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ظہر وعصر میں امام کے پیچھے آپ کچھ پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ (عبارت یہ ہے)

عن عبید اللہ بن مقسم قالت سالت جابر بن عبد اللہ اتقرأ خلف الامام فی الظہر والعصر شیئاً؟ فقال لا.

(مصنف عبدالرزاق، ج ۲، ص ۱۴۱، سندہ صحیح)

یعنی اس طرح کے سوال کا جواب حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷)

(۱۴).....حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کر رہا ہے اُس کے منہ میں انگارہ ہو (کیونکہ وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی مخالفت کر رہا ہے)۔ (عبارت یہ ہے)

عن ابی نجاد عن سعد قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فیہ جمرۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶ و مؤطا امام محمد ص ۱۰۱)

## (۴) آثارِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے دلائل

(۱).....محدث عبدالرزاق روایت کرتے ہیں ابن جریج سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے شخص کو امام کی قرأت تمام سرّی وجہری نمازوں میں کافی ہو جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا جی ہاں کافی ہو جائے گی۔ (عبارت یہ ہے)

عبدالرزاق عن ابن جریج قال قلت لعطاء ایجزئ عنی وراء الامام قرأته فیما یرفع بہ الصوت فیما ینخف؟ قال نعم.

(مصنف عبدالرزاق ج ۲، ص ۱۴۱)

(۲).....حضرت ابراہیم نخعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس نے امام کے پیچھے کبھی کسی نماز میں قرأت نہیں کی نہ جہری نمازوں میں اور نہ سرّی میں..... نہ فاتحہ اور نہ کوئی اور سورۃ..... (عبارت یہ ہے)

عن ابراہیم ما قرأ علقمہ بن قیس قط فیما یجہر فیہ ولا فیما لا یجہر فیہ ولا فی الرکعتین الاخرین ام القرآن ولا غیرہا خلف الامام.

(کتاب الآثار لامام محمد مع تعلیق الشیخ ابو الوفاء الافغانی ج ۱، ص ۱۶۳، وقال المحدث نیموی اسنادہ صحیح، آثار السنن ص ۹۰، تعلیقاً)

(۳).....حضرت مغیرہ بن مقسم رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم امام کے پیچھے قرأت ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تجھے امام کی قرأت ہی کافی ہے۔ (عبارت یہ ہے)

عن مغیرۃ عن ابراہیم انه کان یکرہ القراءة خلف الامام وکان یقول تکفیک قراءة الامام.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷، و رجالہ ثقات)

نیز حضرت اکیل (جو حضرت ابراہیم نخعی کے مؤذن تھے) کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے وہ (قرآن و سنت کے اتفاقی حکم میں) اختلاف ڈالنے والا ہے۔ (عبارت یہ ہے)

عن اکیل عن ابراہیم قال الذی یقرأ خلف الامام شاق. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷، اسنادہ صحیح)

یعنی قرآن وسنت میں اس بات پر اتفاق ثابت ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہو جائے گی جیسا کہ گزر چکا ہے اور امام کی قرأت کو کافی نہ سمجھ کر فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھتا ہے تو یہ شخص قرآن وسنت کی مخالفت کر رہا ہے۔

(۴).....محدث حضرت ایوب سختیانی حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کو

سنت نہیں سمجھتا۔ (عبارت یہ ہے)

عن ایوب عن محمد قال لا اعلم القراءة خلف الامام من السنة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۷، التعليق الحسن علی اثار السنن ص ۹۰)

یعنی میری معلومات کے مطابق دین اسلام میں امام کے پیچھے قرأت کرنا مسنون طریقہ نہیں بلکہ خلاف سنت ہے۔

(۵)..... حضرت اسود (عظیم تابعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے دانتوں سے انگارہ کا ثنا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں

جبکہ مجھے معلوم ہے کہ امام قرأت کر رہا ہے۔ (عبارت یہ ہے)

قال الاسود لان اعرض على جمرة احب الى ان اقرأ خلف الامام اعلم انه يقرأ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۷۶، سندہ صحیح)

فائدہ: امام ہر نماز میں قرأت کرتا ہے خواہ سڑی نماز ہو یا جہری تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہر آدمی کو معلوم ہے کہ امام پر ہر نماز میں مکمل قرأت کرنا (فاتحہ اور سورت کا ملانا) شرعاً ضروری ہے اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ ہر امام ہر نماز (خواہ سڑی ہو یا جہری اس) میں قرأت کرتا ہے تو پھر کیا مجبوری ہے کہ میں قرأت کروں بلکہ ایسی صورت میں قرأت کرنا انگارہ کو منہ میں لینے سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ قرأت کرنے سے قرآن و سنت کی مخالفت ہوگی اور وہ مجھے کبھی برداشت نہیں ہے۔ فافہم ولا تکن من القاصرین

(۶)..... عظیم تابعی حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ستر (۷۰) بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے میری ملاقات ہوئی وہ سب کے سب امام کے پیچھے

قرأت کرنے سے مقتدی کو روکتے تھے۔ (عبارت یہ ہے)

قال الشعبي ادرکت سبعین بدریاً کلہم یمنعون المقتدی عن القراءة خلف الامام.

(تفسیر روح المعانی ج ۸، ص ۱۳۵، پ ۹ آیت و اذا قرئ)

## زبدۃ الکلام

علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو تمام نمازوں (جہری و سڑی) میں قرأت فاتحہ وغیرہ امام کے پیچھے شرعاً منع ہے۔ اسی (۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح منقول ہے جن کے اسماء گرامی حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے محفوظ کئے ہیں لہذا فقہ حنفی میں امام کے پیچھے مقتدی کو دلائل کثیرہ کی وجہ سے فاتحہ وغیرہ کی قرأت کرنا تمام نمازوں میں خواہ سڑی ہوں یا جہری ہوں شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

وفی التنویر و شرحہ: والمؤتم لا یقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فی السریة اتفاقاً..... فان قرأ کرہ تحریماً۔ وفی الشامیة۔ ومنع المؤتم من القراءة ماثور عن ثمانین نفر من كبار الصحابة منهم المرتضى والعبادلة وقد دون اهل الحديث اسامیہم. (ج ۲، ص ۲۶۶، طبع امدادیہ ملتان)، وفی المراقی مع الطحطاوی: قلنا ان قرء الماموم الفاتحة او غيرها کرہ تحریماً للنہی. (ص ۲۲۷) وفی العالمکیر، ج ۱، ص ۱۰۹ طبع کوئٹہ

## ازالہ شبہ:

صحیح بخاری شریف ج ۱، ص ۴۰۱ کی حدیث..... لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب..... ”کہ نہیں نماز اس شخص کی جس نے فاتحہ نہیں پڑھی“، کو بعض لوگ بطور دلیل پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں کہ مقتدی کو بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے وگرنہ نماز نہ ہوگی، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق مقتدی کے ساتھ نہیں بلکہ منفرد کے ساتھ ہے جیسا کہ خود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے بارہ میں ہے جو اکیلے نماز پڑھ رہا ہو، ”دیکھئے جامع ترمذی شریف، أمّا احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی ﷺ لا صلوة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده (ج ۱، ص ۷۱، باب ما جاء فی ترك القراءة خلف الامام) اسی طرح امام بخاری کے دوسرے استاذ و مدرس حرم مکہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں

کہ اس حدیث کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے جو اکیلے نماز پڑھ رہا ہو، چنانچہ ”ابوداؤد شریف میں ہے:

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً قال سفيان لمن يصلي وحده۔ (ج ۱، ص ۱۲۶، باب من ترك القراءة في صلوته)

## حل نمبر (۲):

صحیح بخاری شریف کی روایت..... لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب..... مختصر ہے جبکہ ابوداؤد شریف اور نسائی شریف وغیرہ میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ موجود ہے ہم صرف تفصیلی روایات ذکر کرتے ہیں، فیصلہ خود ہو جائے گا۔

(۱)..... حضرت محمود بن ربیع حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے نہیں نماز اس شخص کی جس نے نہیں پڑھی سورۃ فاتحہ اور

کچھ زائد۔ عبارت یہ ہے:

عن محمود بن الربيع عن عباد بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً.

(سنن نسائی، حدیث نمبر ۹۱۲ باب ایجاب قراءة فاتحة الكتاب في الصلوة)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حکم دیا نبی کریم ﷺ نے کہ میں اعلان کروں کہ نہیں نماز ہوتی مگر فاتحہ اور کچھ زیادہ پڑھنے کے

ساتھ۔ عبارت یہ ہے:

عن ابی هريرة قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان انادي انه لا صلوة الا يقرأ فاتحة الكتاب فما زاد. (سنن ابی داؤد، حدیث

نمبر ۸۲۰، باب من ترك القراءة في صلوته بفاتحة الكتاب، مسلم، ج ۱، ص ۱۶۹، باب وجوب في قراءة الفاتحة)

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے مجھے حکم دیا مدینہ میں نکل کر اعلان کر کہ نماز نہیں ہوتی مگر قرآن پڑھنے کے ساتھ اگرچہ

سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد پڑھنے کے ساتھ، اگرچہ سورۃ فاتحہ اور کچھ زائد پڑھنے کے ساتھ (دوبار فرمایا)۔ عبارت یہ ہے:

قال ابو هريرة قال لي رسول الله ﷺ اخرج فناد في المدينة انه لا صلوة الا بقرآن ولو بفاتحة الكتاب فما زاد.

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۸۱۹، باب من ترك القراءة في صلوته بفاتحة الكتاب)

(۴)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورۃ فاتحہ اور جو اس کے ساتھ آسان ہو (یعنی کوئی سورۃ) پڑھنے کا حکم

دیا۔ عبارت یہ ہے:

عن ابی سعيد قال امرنا ان نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر. (ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۲۵، باب من ترك القراءة في الصلوة)

(۵)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جو فرض یا فرض کے علاوہ میں الحمد اور کوئی سورۃ نہ

پڑھے۔ عبارت یہ ہے:

عن ابی سعيد قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ في كل ركعة الحمد و سورة في فريضة او غيرها.

(ابن ماجہ، ص ۶۱، باب القراءة خلف الامام)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ درحقیقت مسئلہ صرف فاتحہ پڑھنے کا نہیں بلکہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ پڑھنے کا بھی ہے، اور اس بات پر تمام علمائے امت کا اتفاق

ہے کہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملانے کا تعلق امام اور منفرد کے ساتھ ہے مقتدی کے ساتھ قطعاً نہیں ہے، لہذا عام لوگوں کو دھوکہ دینا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی،

جائز نہیں ہے۔ خذ هذا المقال، ولا تقع في القيل والقال

اللہ تعالیٰ دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور دوسروں کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ .....

فقط واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل

کتبہ العبد محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی

غره ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ



تصدیق و توثیق

محقق العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم

(صدر دارالافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

احقر نے یہ جواب پڑھا، اس کو حق اور صحیح پایا اس کی جامعیت اور صحت کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر جاری ہو گیا، اللہ درّ المجیب فانه اتی فی هذا الجواب

بتحقیق عجیب فللہ درّہ و علی اللہ اجرہ.

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

خادم الافتاء بالجامعة الحقانية ساہیوال سرگودھا

غره من شهر ذی القعدة الحرام ۱۴۳۳ھ

سند الافناء  
مؤید ذی القعدة الحرام